

Registered   L. No. 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۲) — ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۱۰ - اگست سنہ ۱۹۰۶ء — جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

بابو سریندرناتھ بنرجی نے ایک سودیشی چیمبر آف کامرس بنائی ہے۔ انڈین مرر لکھتا ہے کہ اس چیمبر میں کوئی ہندوستانی سوداگری کوٹھیوں کے وکیل شامل نہیں ہوئے۔ بنگال کے لاٹ صاحب جو بورڈنگ کالج رانچی میں کھولنا چاہتے ہیں اسکو سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے نامنظور فرمایا ہے۔ غالباً ہمارے بنگالی بھائیوں کے شوروشر کا یہ نتیجہ ہے۔ پورا سورج گرہن جو صرف تبت اور سائبیریا میں دکھائی دیگا ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو ہوگا۔ محکمہ افیون میں دو اسامیوں کو پر کرنے کے لئے مقابلہ کا امتحان آئندہ فروری کو ہوگا۔ پیرس کے ایک پروفیسر نے ایک نئی قسم کا سیرم تیار کیا ہے جو وہ گھوڑوں کے بدن سے بناتے ہیں۔ انکا دعوےٰ ہے کہ اس کے وسیلے ٹیوبرکولسس کے مریض شفایاب ہو سکتے ہیں۔ سویڈن میں مرد اوسطاً تیس سال چھ ماہ کی عمر میں اور عورتیں ۲۷ سال ۱۱ ماہ کی عمر میں شادی کرتی ہیں نامعلوم ہندوستان سے صغیر سنی کی شادی کا رواج کب دور ہوگا۔ دنیا بھی ایک عجائبات کا مجموعہ ہے ہیمپر انگلینڈ میں ایک عورت نے تین بچے جنے۔ اسی عورت کی ماں نے بھی تین بچے جنے تھے اور وہ خود بھی ان تینوں میں سے ایک ہے اسکے خاوند کی کہانی بھی ایسی ہی ہے۔ امیر کابل آج کل کابل میں ایک انجنیری کا محکمہ قائم کرنے کی سوچ رہے ہیں اسی واسطے انہوں نے مسٹر کریم شاہ تاہیر کو جو پہلے شملہ کالکا ریلوے اور اب نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ملازم ہیں عہدہ پیش کیا ہے تاکہ وہ اس محکمہ کے بنانے کا کام ہاتھ میں لیں۔ یورپ اور امریکہ کی تمام پارلیمنٹوں سے منتخب ہو کر ۹۰۰ ممبر لندن میں آئے تاکہ دنیا کے قیام امن اور سلطنتوں کے تنازعات کا بذریعہ پنچایت تصفیہ ہونے کی تدابیر پر غور کریں۔ سرہنری نے فرمایا کہ ملک معظم اور گورنمنٹ برطانیہ کو کانفرس کی اغراض سے ہمدردی ہے۔ ریوٹر ایجنسی کا رپورٹر زار کے وزیر اعظم سے ملا۔ دوران گفتگو میں وزیر نے کہا کہ زار کا مصمم ارادہ ہے کہ مقبول عام ریفارم کرے۔ وہ قدم پیچھے ہٹانے کو تیار نہیں لیکن وہ انقلاب پیدا کرنے والوں کی کوششوں کو رد کیا چاہتا ہے۔ لاہور میں یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء سے اندھوں لڑکوں کو پڑھانے اور کام سکھلانے کے لئے گورنمنٹ سکول جاری ہوگا۔ فی الحال ریلوے ٹیکنیکل سکول میں جماعتیں ہونگی۔ پچھلے ہفتے کوہ مری میں چرچ آف سکاٹلینڈ کے گرجہ گھر میں لنڈے سکول کے بچوں کے مشہور لیکچرار مسٹر شین صاحب نے میجک لینٹرن کے ذریعہ مسیح کی زندگی کے متعلق قریباً تمام واقعات کی تصویریں دکھلا کر وعظ کیا۔ ہزاروں نے ان کے وعظ کو بغور سنا۔ خدا اس پر برکت نازل فرماوے۔ بنگال کی قومی تعلیم کی کونسل کے امتحانات کے نتیجے نکل آئے۔ قریباً چار سو طالب علم پاس ہوتے۔ ان میں سے ۳۰ ایف اے میں اور ۲۰۳ انٹرنس کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ ایسٹ انڈین ریلوے کے جدا ب اور دھنباد ریلوے لائن کے ملازم سٹرائیک کرنے لگے ہیں۔ مہاراجہ کشمیر نے حکم دیا کہ ان کے علاقہ کے ایک خاص حصے میں ولایتی رنگ بالکل گھسنے نہ پاویں۔ اور علاقوں میں بھی ان پر ۲۵ فیصدی محصول چونگی لگایا گیا ہے تاکہ دیسی رنگ اور ان کی صنعت برباد نہ ہو جائے۔ بہت اچھا کیا۔ مشرقی بنگال میں خوفناک قحط قریباً بدستور پھیلا ہوا ہے۔ گورنمنٹ اور رعایا اس کے اثروں کو کم کرنے کے لئے سرگرمی سے کوشش کر رہی ہے۔ افسوس! لاہور میں قابل اعتراض شراب کی دوکانوں کے وظیفہ کے لئے ٹیمپرنس کے حامیوں کی سب کمیٹی نے ۱۸ دوکانوں کے خلاف صدہا لوگوں کے دستخط کرا کے محکمہ آبکاری میں درخواستیں کی ہیں۔ بہت اچھا کیا۔ شملہ کو جا رہے سرکاری دفتروں کے کلرکوں کو کرایہ مکان کا الاونس آئندہ نہیں ملا کریگا۔ بلکہ تنخواہ زیادہ کی جاویگی۔ کانگڑہ میں ایک ۱۷ سال کی لڑکی جس کی برات آئی ہوئی تھی سانپ کے ڈسنے سے مر گئی برات مایوس ہو کر واپس گئی۔ ٹرنسوال کے لئے ذمہ دار گورنمنٹ کی اجازت مل گئی ہے اور اس کے اصول بن گئے ہیں۔ اسکی پارلیمنٹ کے ۳۵ ممبر ہونگے جنمیں سے ۶ پریٹوریا اور ۲۹ باقی ٹرنسوال کے لئے ہونگے۔ روس کے دارالخلافہ سینٹ پیٹرس برگ سے خبر ملی ہے کہ عام سٹرائیک جس کی امید تھی پھوٹ نکلا ہے اور پچاس ہزار کاریگر بیکار پھر رہے ہیں اور ریلوے کے ملازموں نے بھی ۴ اگست کی رات کو سٹرائیک کرنے کی ٹھان لی تھی۔ آئندہ موسم سرما میں نہر لوئر باری دوآب کی کھدائی شروع ہونے والی ہے جہلم اپر کنال کی بھی کھدائی اس کے ساتھ ہی شروع ہوگی وہ پہاڑوں کی وادی سے ہو کر سرنگ کے ذریعہ چھدرہ میں جائیگی جہاں سے آبشار بنائیگی اور ممکن ہے کہ وہاں سے بجلی کی طاقت حاصل کی جاوے۔ چیف کورٹ پنجاب دیوانی کے کام کے لئے ۱۳ اگست سے ۱۳ اکتوبر تک بند رہیگی۔

ایڈیٹوریل نوٹس

علماء جاپان کی رائے مسیحیت پر۔ ڈوکو تے یو ٹو ٹے ایڈیٹر اخبار نیچی نیچی ٹوکیو۔ اور شیشا یونیورسٹی کا ممبر مجلس خارجیہ یوں کہتا ہے۔ "مسیحی مذہب کو ہمارے ملک میں آئے تیس سال سے زیادہ کا عرصہ گذرا ہے۔ ابتدا میں وہ عین رائی کے دانے کی مثل تھا۔ مگر ایک ہی پشت میں وہ جنگل کی بیل کی طرح سرعت کے ساتھ بڑھ گیا اور بڑا اور طول طویل درخت بن گیا۔ اسی سبب سے شنتو اور کنفوشن مذاہب کے پیرو اپنی خواب خرگوش سے بیدار ہو گئے اور مسیحی مذہب کے حملہ کو روکنے کے لئے جان توڑ کر لڑے مگر شکست کھا گئے۔

صرف یہی نہیں بلکہ بہت سے اہل علم اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری قوم کے اخلاق کو منکشف کرنے کے لئے مسیحیت کی اشد ضرورت ہے۔ اس امر کو مدنظر رکھنے کے ہر پہلو اس مذہب کی ضرورت ہی متصور ہوتی ہے کہ وہ ہماری قوم کا مذہب حب الوطنی کی پرورش کی خوراک اور نئی تہذیب کی روح بن جائے"۔

پروفیسر ساہرو انرکی پی ایچ۔ ڈی رجسنی ٹوکیو امپیریل یونیورسٹی کا پروفیسر آف دی سائنس آف ریلیجن گناہ اور جسم کا مردہ ہی حقیقی ہے ہے محبت اور روح کا مردہ خیالی (آئیڈیل) نہیں ہے۔ یہہ امر کہ آیا یہہ تصور (آئیڈیل) حقیقی بن سکتا ہے یا نہیں اور کہ نجات ایک حقیقت ہو سکتی ہے یا نہیں ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے حل کرنے میں انسان مدتوں سے ساعی رہا ہے۔ مگر کسی شخص نے بھی کبھی یہہ واقفیت حاصل نہیں کی کہ اُسکی فرد انانیت انسانی ہے۔ یا اُس نے اپنی زندگی میں انسان کا نمونہ ظاہر کر دیا۔ یا نجات کی بشارت کا پورا پورا مزا چکھ لیا ہے مگر مسیح نے بحیثیت ابن آدم مجسم ہونے کے وسیلہ سے اِس بات کو کما حقہ پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا کہ انسان خدا کا فرزند بن سکتا ہے گتسمنے میں اُسکی آخری دعا اِس امر کا اعلان تھی کہ گناہ اور جسم کی زندگی کا جہیں انسان ابتک رہتا تھا خاتمہ ہو گیا۔ لہذا یہہ وہ تعلیم ہے جسکو اس نے اپنی زندگی اور موت سے سربلند کر دیا یعنی تم میری محبت مین قائم رہو" "سب جو کچھ میرے باپ کا ہے وہ میرا بھی ہے"۔ ابن اللہ ہونیکی حیثیت سے اس نے اپنے تمام ابنا نداروں پر باپ وابن کے اتحاد اور محبت کے کفارہ کی خوشخبری کا اشتہار کر دیا۔ نہایت ہی قریب اور نہایت ہی عظیم نجات جس کو اس نے ابن اللہ ہو کر انسان پر ظاہر کر دیا وہ اجابت تھی جس نے محبت کے ذریعے سے اثر کیا اور اسکی زندگی اور موت کے ذریعہ سے ظاہر ہو گئی۔ الحق اُس نے انسان کی اصلی ذات کو بڑے عمیق طور پر محسوس کیا اور اسی نے وہ ابن خدا بنا۔ چونکہ وہ بدرجۂ اتم انسان تھا تو وہ بدرجہ اتم ابن خدا بھی تھا"۔

اس لئے کہ مسیح نے بخوبی معلوم کر لیا تھا کہ میں ابن آدم ہوں اس نے اس حقیقت کو ظاہر کر دیا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ چونکہ وہ انسان تھا یعنی چونکہ اس نے اپنی زندگی اور موت میں انسان کی نجات کے امکان کا تجربہ کر لیا تھا۔ تو اس نے نجات دہندے کی حیثیت سے خدا کی قدرت کو ظاہر کر دیا۔ . . . مسیح میں انسانی اور الہی ذات کا متحد ہونا کوئی قیاس نہیں ہے بلکہ ایک الہی قدرت ہے"۔

آرا سو جیما۔ لندن کے مڈل ٹیمپل کا بیرسٹر اور جواب ایکو نامہ میں بیرسٹر ہیں یوں فرماتے ہیں۔ "لیکن جب میں آگے کو دیکھتا ہوں تو میں خیال کرتا ہوں کہ جاپانی قوم کی بے عیب انکشاف اور اُن کے انتظامات کے لئے مسیحی اثر بڑا ضروری ہے۔ اور نہایت ہی قاطع طور پر اُن کے مجلسی اور شخصی تعلقات کیلئے۔ کیونکہ مسیحی چال چلن سے بلاشک انکی مجلسی کرہ کی صفائی اور انسانی زندگی کی ترقی ہو جائیگی۔ علی ہذا القیاس مذہبی طور پر بھی کیونکہ مسیحی کلیسیا لاریب جاپان کے روحانی اعلیٰ تصورات کو اپنے شاگردوں کے نمونوں کے ذریعہ سے دو بالا کر دیگی اور ایسے ہی جاپانی مذاہب کو جو صدیوں سے موجود ہیں نئی زندگی اور ترقی دیگی۔ اگرچہ وہ مذاہب اصلی نہیں مگر زیادہ تر سایہ ہیں۔ اس امر کا خاصہ ثبوت گذشتہ سالوں میں پہنچ چکا ہے۔ اور یہ سرگرمی مسیحی مذہب کے طلوع اور شیوع نے پیدا کر دی ہے"۔

مذہب عیسوی یقیناً بنی آدم کو بہتر بنانیکا نہایت ہی عالی آلہ ہے"۔

ایچ ہوزاکی۔ دو شیشا یونیورسٹی کا ایکس پریزیڈنٹ یوں کہتا ہے "مسیحیت بوسیدہ مذہب کی بہ نسبت زیادہ بلند اور وسیع اور عمیق ہے۔ سو سائیٹی میں انسان کے دل کو تبدیل کر دینے والی قوت کی تہ میں اپنی عجب ترقی کرنے والی خاصیت میں اور اپنے حسب حال ہونیکی غرض میں وہ اپنا حریف نہیں رکھتا جاپان میں مسیحیت کی آئیندہ فتح کی ایک اور صورت وہ ہے جسکو بڑے بڑے سربرآوردہ جاپانی بدھ مذہب کے پیرو قبول کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور کہ انہوں نے اس بات کو بخوبی پہچان لیا ہے کہ مسیحیت کا قبول کر لینا ہمارے ملک کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔ چنانچہ اس کا ذکر ایک عجب بدھسٹ مسمی مسٹر سوانگی ساتورو نے جو بورڈ آف جنرل سکول الفیرس کے اعلیٰ افسر ہیں ایک بڑے مشہور جاپانی مذہبی اخبار میں ایک آرٹیکل کے درمیان یوں کیا ہے کہ "ہمارا مذہب (یعنی عین اُس کا خیال) ہمیں شرمسار اور نگاہیں نیچی کرتا ہے۔ ہر ایک شخص جو جانتا ہے کہ بدھ مذہب سے آجکل کیا مراد لیجاتی ہے وہ اسکی خستہ حالت پر بالضرور افسوس کریگا۔ اس کا از سر نو سرسبز ہونا ناممکن ہے۔ مگر پھر بھی کوئی ایسا زمانہ تھا کہ حال کی بہ نسبت اسوقت مذہب کی ضرورت نہ تھی۔ مذہب ہی سے ہمیں وہ اعلیٰ معراج یا تصورات حاصل ہوتے ہیں جو داد و ستد اور ملکی معاملات میں پائے نہیں جاتے۔ اگر بدھ مذہب اصلی معراج



مسیحیت نے جاپان کے لئے کیا کیا؟ سوال کا جواب جاپان کی گذشتہ اور موجودہ حالت اور وہاں کے اصلی مذاہب اور مسیحیت کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اور اس کی پولیٹیکل اور سوشیل تاریخ پر گہری نظر ڈالنے سے بخوبی ملتا ہے۔ اس سوال کا جواب اس مختصر سے نوٹ میں سمانا واصل ناممکن ہو مگر اس سے صرف اس تبدیلی کا ایک تصور تو بالضرور آ جانے کی توقع ہے جو جاپان میں واقع ہوئی اور ہو رہی ہے۔ سب سے پہلے ہم یہہ دیکھتے ہیں کہ جاپان کی جدید تہذیب محض مغربی تہذیب ہے۔ سلطنت جاپان سے مشرقی حاکمانہ اور جابرانہ اصول بالکل جاتے رہے اور مغربی جمہوری سلطنت کے اصول اسمیں داخل ہیں اور اب جاپانی قوم بڑی بڑی مغربی اقوام کے ہمپلہ ہے سوشیل مارل پولیٹکل اور ایک حد تک ریلیجس پہلو سے جاپان اب بالکل جدید اور مغربی روشنی سے منور ہے۔ مغربی تہذیب کے بنیادی اصول اور اُن کے خواص یہی ہیں۔ یہانتک تو جاپانی سلطنت مسیحی سلطنت کہلا سکتی ہے۔ اگرچہ جاپان نے مغرب کے ساتھ رابطہ پیدا کر کے اور اُس کے اثرات سے متاثر ہو کر قومی ترقی حاصل کر لی ہے مگر پھر بھی اخلاقاً وہ اعلیٰ معراج سے گرا ہوا ہے۔ وہاں کے قدیم مذاہب پر لوگوں کا اب بہت ہی کم اعتبار ہے اور انکا اثر رعایا پر اب بہت ہی قلیل ہے۔ انہیں ۸۰ لاکھ دیوی دیوتے پوجے جاتے ہیں۔ اور اہل شنتو کہتے ہیں کہ ہمارا کوئی مذہبی نظام نہیں ہے مگر صرف ریت و رسوم کی پابندی اور انکی تکمیل کا دستور العمل ہے جس سے زمانہ سابق کی روایات زندہ رہتی ہیں اور جن سے نمک حلالی اور حب الوطنی کی تعلیم ملتی ہے۔ یہہ امر کہ جاپان بھی اثر کے تحت میں ہے مسیحیت پر جو عظمار جاپان کی باتیں ہیں۔ اور دانش شوق اور سرگرمی سے جو جاپان میں آجکل دھرم خانگی نیت سے مذہبی تحقیقات ہو رہی ہے اُن سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے۔

مسیحی طریقوں کے مطابق اب بدھ مذہب کے سنڈے سکول۔ بدھسٹ ینگ مینس الیوسی ایشن اور بدھسٹ خیراتی کام اور انتظام جاپان میں ہر سمت جاری ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ اس کا مذہب عیسوی ہے اور مسیح اُس کا نجات دہندہ۔ اور ہم توقع رکھتے ہیں کہ یہہ اثرات جاپان میں دن دوگنے اور رات چوگنے ہوتے جائینگے۔

کیا ہندوستان مفلس ہوگیا ہے؟ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ بمبئی میں ایک پارسی نے اسی مضمون پر ایک بڑا دلچسپ اور مبسوط لیکچر دیا تھا اس کا لب لباب ہم اخبار کرسچن پیٹریٹ سے بالاختصار پیش کرتے ہیں۔

ہندوستان کی موجودہ مالی حالت کے بارے میں دو قسم کی رائیں ہیں۔ ساہوکار تجار۔ سوداگر۔ اور صنعت و حرفت کے مالکان کا خیال ہے کہ ہندوستان مالی حالت میں لگاتار مگر آہستہ آہستہ ترقی کئے جا رہا ہے۔ بخلاف اسکے علماء اور قوانین دانوں اور آئی لیقوں کی رائے ہے کہ ہندوستان یوماً فیوماً افلاس میں غرق ہوتا جا رہا ہے۔ ہندوستان کی بابت متاخرین و متقدمین ہر دو کی رائے ہے کہ وہ نہایت ہی متمول ملک اور ہر قسم کی اشیاء کا مخزن ہے۔ ابتداہی سے یہہ ملک دیگر ممالک کے لئے خار چشم رہا ہے۔ اور مختلف قوموں کی تاخت و تاراج اور فیضیابی کا آماجگاہ رہا ہے یہاں ایسی ایسی اشیاء پیدا ہوتی ہیں جو دنیا کے کسی اور ملک میں پیدا نہیں ہوتیں۔ اس کے بطن زمین میں ہر قسم کے ٹھوس و سیال مادے جو بنی آدم کے ازحد مفید ہیں موجود ہیں۔ اس کے ساحل موتیوں کے صدف اور سمندر ہر قسم کی مچھلیوں اور دیگر مفید عجائب جانوروں سے مملو ہیں۔ کنعان کی طرح ہندوستان جنت نشان میں دودھ و شہد بہتا ہے۔ الغرض ہر قسم کے طبعی اشیاء اور سامان آسائیش اس کثرت سے بیش قیمت اور خوبصورت موجود ہیں کہ اس کا ثانی آج دنیا میں کوئی ملک نہیں۔ پس اگر اس قدر دولت کے خزانہ ہوتے ہوئے بھی ہندوستان مفلس اور مفلوک الحال ہے تو یہہ صرف یہاں کے باشندوں ہی کا قصور ہے۔ وہ سینکڑوں برسوں سے اختلال حکومت و انفساد سلطنت اور ظلم و تعدی و تشویش کے امراض میں رہے اتفاق اور ہمدردی کوسوں دور ہیں۔ ذات پات کا امتیاز اور دیگر مجلسی خرابیاں اُن کے گلے کا ہار ہیں۔ مگر سرکار انگلیشیہ کیطرف سے انکو ہر قسم کی آزادگی عطا ہے۔ مال و جان کی پوری حفاظت ہوتی ہے۔ قانون کی نظر میں سب مساوی ہیں۔ ہر قسم کے تعلیمی مدرسے اور شفاخانے اور دیگر محکمہ جات متعلق بہبودی عامہ جابجا کھلے ہیں۔ غرضیکہ ہندوستان کے پاس سب کچھ ہے اور کسی شے کی اسے کمی نہیں۔ اور ہر حالت کو حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس سامان موجود ہے۔

بعض لوگ انکم ٹکس اور معاملات اراضی وغیرہ کے پہلو سے دیکھکر بول اٹھتے ہیں کہ ہندوستان کو یہہ باتیں بالکل سر اٹھانے نہیں دیتیں۔ لگان اراضی وغیرہ کی چکی رعایا کو پیسے ڈالتی ہے۔ اور غیر ممالک کو اسکی پیداوار چلے جانے کا بوجھ اسکی کمر توڑ رہا ہے۔ ایسی باتیں نہ صرف جہلا اور ناواقفوں ہی کے منہ سے سننے میں آتی ہیں بلکہ تعلیمیافتہ اشخاص کا ورد زبان بھی یہی ہے لیکن اگر بنظر تحقیق دیکھا جاوے اور ہندوستان کے انکم ٹکس اور بجٹ وغیرہ کا مقابلہ دیگر ممالک کے انکم ٹکس وغیرہ سے کیا جاوے تو اس پہلو سے بھی ہندوستان غیر ممالک سے بہتر حالت ہی میں نظر آتا ہے۔ ہندوستان کا محصول اس سال کے بجٹ میں ۱۲۹ کروڑ روپیہ کا ہے۔ اگر اسمیں سے ۴۹ کروڑ روپیہ جو ریل کی آمدنی ہے اور ٹکس وغیرہ سے اسکو کچھ تعلق نہیں نفی کر لیں تو صرف ۸۰ کروڑ بچتا ہے جو صرف ٹکس سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر اس کو

۳۰ کروڑ باشندوں پر تقسیم کریں تو فی کس ۳۰ روپیہ سالانہ ٹیکس پڑتا ہے۔ سلطنت متحدہ میں ٹیکس کی مقدار فی کس قریب ۵۳ یا ۵۴ روپیہ کے ہوتا ہے۔ فرانس میں بھی یہی اوسط ہے۔ باستثنا روس یورپ کا رقبہ ہندوستان اور برما کے رقبہ کے مساوی ہے یا قدرے کم۔ اور یورپ کی آبادی باستثنا روس ہندوستان اور برما کی آبادی کے برابر ہے۔ اس حساب سے یورپ میں ٹیکس ۴۴ یا ۴۴ روپیہ فی کس پڑتا ہے۔ سلطنت روس کی آبادی ۱۴ کروڑ کی ہے۔ یہہ ایک ان پڑھ ملک ہے کیونکہ ۱۸۹۶ء کی مردم شماری کے رو سے ۱۳ لاکھ لڑکے اور ۱۰ لاکھ لڑکیاں اس سلطنت کے مدرسوں میں اور کالجوں میں تعلیم پا رہی تھیں اور یہہ مساوی ہے تین فیصدی کے۔ روس کا بجٹ امسال ۷۵ ۳ کروڑ ہے اگر اسمیں سے ریلوے کی آمدنی ۶۶ کروڑ نفی کر دیجائے تو ۳۰۹ کروڑ رہجاتا ہے اور ٹیکس فی کس ۲۱ یا ۲۲ روپیہ ہوتا ہے بعض میں ٹیکس فیصدی ۱۵ یا ۱۶ روپیہ ہے۔ مگر جاپان ہم سے دوسرے درجہ پر ہے۔ یہاں کی آبادی فی مربع میل ۳۲ آدمیوں کی ہے اور ہماری آبادی ۱۷ کس فی میل۔ وہاں پر ٹیکس فی نفر ۹ روپیہ ہے یعنی ہماری نسبت تین گنا زیادہ

اگر متفرق قسموں کے ٹیکس کی علیحدہ علیحدہ جانچ پڑتال کیجائے تو اور ہی نتیجہ نکلتا ہے۔ ہندوستان میں لگان اراضی ۳۰ کروڑ روپیہ کی ہے اور اگر اسکو تیس کروڑ باشندوں پر تقسیم کریں تو فی شخص صرف ایک روپیہ لیا جاتا ہے۔ مصر میں ۷ ½ روپیہ فی کس ہے۔ جاپان میں ۲ روپیہ مگر گذشتہ جنگ کے سبب سے ۲ ½ روپیہ ہو جائیگا۔ شرح انکم ٹیکس کی زیادتی سے پہلے کی آمدنی انکم ٹیکس ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ روپیہ تک کے حساب سے ۵۰۰۰ کی تعداد تھی کل انکم ٹیکس ۲ کروڑ ہے۔ اور اگر ہم اسکو مردم شماری پر تقسیم کریں تو ایک آنہ فی کس ہوتا ہے۔ سلطنت متحدہ میں اس کی تعداد ۲ روپیہ ہے۔ اور اگر جاگیروں اور دیگر

صینوں پر کا ٹیکس اس میں شامل کر لیا جاوے تو ۱۶ روپیہ ٹیکس تک پہنچ جاتا ہے۔ صرف دو قسم کے ٹیکس ہیں جو تمام ہندوستانیوں سے مساوی لیا جاتا ہے یعنی نمک کا محصول اور کسٹم ڈیوٹی جو عام استعمال کی اشیاء پر لگتا ہے ماسوائے شراب اور سونا چاندی کے محصول کے۔ امسال نمک کا محصول ۷ ½ کروڑ روپیہ ہوا اور ٹیکس ۳ ½ آنہ پڑتا ہے ماورہ کسٹم ڈیوٹی قریب ۳ ½ سے ۴ کروڑ روپیہ تک ہے گویا مردم شماری میں سے ٹیکس ۲ ½ کے قریب ہوا۔ افیون کی آمدنی ۷ ½ کروڑ ہے۔ باقی اشیاء مثل شراب کا استعمال اسٹامپ پوسٹ آفس۔ اور تار برقی وغیرہ کے اخراجات انسان پر لازمی نہیں ہیں۔ صیغہ آبپاشی سے قریب ۳ کروڑ روپیہ حاصل ہوتا ہے۔ مگر یہہ رقم صرف انہیں سے لیجاتی ہے جو کھیت میں پانی لگاتے ہیں۔ اخراجات میں سے سب سے بڑا خرچ فوجی صیغہ کا ہے یعنی ۳۰ کروڑ روپیہ اس حساب سے فی کس ایک روپیہ پڑتا۔ مگر جاپان میں اس صیغہ کا ٹیکس دو روپیہ فی کس ہے سلطنت متحدہ میں اسکی مقدار ۲۳ یا ۲۴ روپیہ تک پہنچ جاتی ہے اور کل یورپ میں ۱۵ یا ۱۶ روپیہ ٹیکس سے کم نہیں پڑتا۔ اس پہلو سے بھی ہندوستان دیگر ممالک کی بہ نسبت ٹیکس کا بہت ہی زیر بار ہے۔ اور نتیجتہً ان سے زیادہ مفلس نہیں ہے۔

تیسرا امر جو قابل غور ہے وہ ہندوستان کے زر و مال کا انگلستان اور دیگر ممالک میں جانا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہم ہر سال ۳۰ کروڑ روپیہ لندن کو بھیجتے ہیں۔ لیکن حساب کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رقم کا سب سے زیادہ حصہ محکمہ ریل میں جاتا ہے۔ اور ریل کا کل خرچ ریل کی آمدنی ہی سے پورا ہو جاتا ہے۔ محکمہ ریل کا قرضہ ۲۷۵ کروڑ ہے اور شاہی قرضہ قریب یکصد کروڑ۔ اس کل قرضہ پر قریب ۱۷ کروڑ سود دیا جاتا ہے۔ اس حساب سے ریل کا کل قرضہ ۵۰ یا ۶۰ سال میں ادا ہو سکتا ہے

۱۴ یا ۱۵ کروڑ ریلوے دفاتر کے لئے ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہہ بھی ریلوے کے حساب میں ہے۔ علاوہ اس کئی کروڑ روپیہ ریلوے کے نئے سامان مہیا کرنے میں خرچ ہوتا ہے۔ لیکن کیا ہم اسکو نکاس یا نقصان کہہ سکتے ہیں؟ فرض کرو کہ ۶۰ ہزار روپیہ ۴ فیصدی کے حساب سے قرضہ لیا جائے اور اس سے کوئی کام شروع کیا جائے جس سے ۱۴ ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہو اور اسمیں سے ۳۰۰۰ روپیہ سود ادا کیا جائے تو کیا اُس کو اصلی سرمایہ کا نقصان تصور کر سکتے ہیں؟ یہہ نکاس راس المال سے زیادہ ہے اور ایک صورت سے جمع میں ترقی ہو رہی ہے۔ ریلوے جائیداد نہایت ہی زیادہ اور وسیع ہے۔ ہندوستان میں ۳۰ ہزار میل ریلوے ہے۔ اور امریکہ کے صوبجات متحدہ میں اس سے آٹھ گنا زیادہ جنکی تیاری کے لئے انہوں نے یورپ سے زر کثیر قرضہ لیا۔ ان ریلوں کی کل آمدنی ۴۰۰ کروڑ ہے اور اس کا بڑا حصہ یورپ کو جاتا ہے لیکن کیا امریکہ والے اس نکاس کو نقصان سمجھتے ہیں؟ نہیں۔ وہ تو اس کو برکت کہتے ہیں جس سے ان کے ملک میں ترقی ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ نکاس ہے جو امریکہ کو یورپ سے جاتی ہے نقصان نہیں ہے بلکہ نفع کیونکہ امریکہ میں یورپ کی بہت سی جائدادیں کارخانے ہیں۔ سفر کرنے والے امریکنوں کا خرچ ہمارے قرضہ ریلوے سے کم نہیں۔ ذرا ان ایام کیطرف نظر اٹھاؤ جبکہ ہندوستان میں ریل نہ تھی اور جو فائدہ سے ریل سے اب پہنچ رہے ہیں وہ ان ایام میں نہ صرف معدوم ہی تھے بلکہ برعکس اس کے سراسر نقصان ہی نقصان تھا۔ اب کیا ان فوائد کو جو ریل سے ہندوستان کو پہنچ رہے ہیں نکاس یا نقصان کہہ سکتے ہیں؟ محکمہ انہار کا فائدہ دیکھو جس قدر روپیہ دریاؤں اور نہروں کی توسیع وغیرہ میں صرف ہوتا ہی وہ سب مفید ہی ہے۔ کال کا خدشہ جاتا رہیگا۔ آمدنی متواتر ہوگی۔ قرضہ اتریگا۔ بجٹ بڑھیگا۔ فوجی اسراف سے



غیر ممالک کے حملوں سے حفاظت۔ خانہ جنگیوں سے بچاؤ۔ امن کی ملازمت۔ سلطنت کا قیام وغیرہ اس خرچ سے ہیں۔ علیٰ ہذالقیاس ہسپتالوں۔ ڈاکخانوں محکمہ تاربرقی وغیرہ وغیرہ کے خرچ اور زومیہ کا باہم مقابلہ کیجاوے ان سب کا زمانہ سابق کی حالت سے مقابلہ کرو۔ اس صورت میں کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان مفلس ہو رہا ہے؟ ایک وہ بھی دن تھے کہ زمیندار ساہوکاروں کے غلام تھے اور انکی زمینیں فروخت ہوتی چلی جارہی تھیں مگر اب وہ دن ہیں کہ زمیندار خود ساہوکار رہیں ؎

مسیحی کارندوں کے لئے ہدایتیں - ۲ فروتنی - آداب

مسیحی اس سبب سے مغرور ہونے سے بچا رہتا ہے کہ وہ اپنے تئیں محدود سمجھتا اور پہچانتا ہے۔ ہم یہہ جانتے ہیں کہ خدا ہر ایک آدمی پر مسیح کو ظاہر کیا چاہتا ہے۔ اپنے..... آپ سے یہہ سوال کرنے سے کہ میں کہاں تک مسیح کو اپنے اندر سے ظاہر کر رہا ہوں میں اپنی ناکامیابی کے سبب سے اپنے تئیں خود نمائی سے خالی کرتا ہوں بلکہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر ایک شخص کی سچی عزت کرنے کا بھید یہی ہمیں ہے کہ مسیح ہماری زندگی میں پورے طور سے نشوونما پاوے اگر کوئی مسیحی ایک بار مسیح کی بے غرض ہمدردی کو دیکھ لے تو وہ کسی ہم جنس کو خواہ وہ کیسی ہی گری ہوئی اور نا امیدی کی حالت میں کیوں نہ پہنچ گیا ہو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے گا کیونکہ وہ اسمیں ایک ایسی خوبی دیکھتا ہے جس کے سبب سے وہ یہاں تک تبدیل ہو سکتا ہے کہ مسیح اسمیں صورت پکڑے۔ (اعمال ۲: ۱۷-۱۲)

اس لئے ہر ایک ایسا مسیحی جو از سر نو پیدا ہو چکا ہو اور مسیح کی صورت پر ڈہل رہا ہے کسی دوسرے شخص کی جو ابھی تک سرنو پیدا نہیں ہوا اور شاید اس امر کی انتظاری کر رہا ہے کہ وہ اسکو مسیح کے پاس لانے کی کوشش کرے تعظیم کرتا ہے مسیح میں مسیحی محبت کی سب سے اعلیٰ پیشرو یہہ مسیح کی سی خدمت ہے (رومی ۱۵ باب؛ گلتی ۶: ۱)

اس کے ساتھ ایک قسم کی فروتنی بھی ہوتی ہے جو اس بات کے ماننے کے لئے تیار ہے کہ مسیحی زندگی کی نسبت جو کچھ جاننا چاہئے میں نہیں جانتا۔ علاوہ ازیں ایک قسم کا ایسا یقین بھی پیدا ہو جاتا ہے جو دکھلا وہ نہیں چاہتا بلکہ ان امور کی جو ہم جانتے ہیں حقیقت پر زور دیتا ہے لیکن کسی کی اس سبب سے کہ اپنی اور اسکی کمزوریوں سے آگاہ ہے مخالفت نہیں کرتا۔ مسیحی میں فضیلت کا خیال اپنے ہم جنس گنہگاروں کو نجات دہندہ پر ایمان لانے کے لئے مائل کرنے میں مہلک زہر کا اثر رکھتا ہے

دعا۔ مبارک مسیح! اگرچہ میں تیری محبت کا مستحق نہیں تھا تو بھی تو نے مجھے پیار کیا میری مدد کر کہ میں محسوس کر سکوں کہ اگرچہ کوئی شخص بھی تیری محبت کا مستحق نہیں ہے تو بھی ہر شخص تیری محبت کو حاصل کر سکتا ہے جب کہ تو نے مجھے پیار کیا ہے فضل بخش کہ میں اپنے تمام تعلقات میں تمام آدمیوں کے ساتھ مسیحی جنٹلمین کا سا سلوک کر سکوں

مراسلات

”ناجائز بیویاں اور ناجائز نتیجہ“ کی تائید

(۲) مسٹر یوحنا خان صاحب لکھتے ہیں کہ ”دوسری طرف ایسے لوگوں کی مثالیں جو متعدد عورتیں رکھتے اور جو اخلاق اور دینداری اور خدا ترسی کا ہمارے لئے نمونہ ہیں موجود ہیں۔ یہہ بھی خدا کے مقرب و مصاحب تھے حتیٰ کہ خدا آپکو انکا خدا کہلانے سے نہیں شرماتا“..

لو اس پر اس مطلب کا بیان زیادہ کیا ہے کہ خدا نے یہودیوں کو نبیوں کے وسیلے انکی نامناسب حرکات سے آگاہ کیا تھا اور اصلاح کروائی تھی مگر کثرت ازدواجی کے گناہ سے چشم پوشی کی گئی ہے اور اس خاموشی سے نیم رضا ثابت ہوئی۔ مثال کے طور پر ہم پھر داؤد ہی کو لیتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حتی اوریاہ کے متعلق گناہ کے موقعہ پر ناتن نبی اس کے پاس آتا اور اس کی نازیبا حرکت کو اور اس کے پاداش میں خدا کے سلوک کو بلا رُو رعایت اس کے آگے رکھہ دیتا ہے۔ اس جگہ جن بات پر اسکو ملامت کیجاتی وہ کثرت الازدواجی نہیں بلکہ خون اور دیگر برائیاں ہیں جو اس گناہ سے پیدا ہوئیں (۲ سموئیل ۱۲: ۷-۱۴ غور سے پڑھیں)۔ اس لئے کثرت ازدواجی جائز ہے!

ہم نے اس مقام کو غور سے پڑھا اور حسب ذیل نتیجے معلوم کئے ہیں۔

(الف) داؤد پر اس حرکت کے باعث ناتن نبی نے یہہ فرد جرم لگایا تھا کہ ”اب تیرے گھر سے تلوار کبھی جدا نہ ہوگی کہ تو نے مجھے حقیر کیا اور حتی اوریاہ کی جورو کو لیکے اپنی جورو کیا“۔ اب دیکھو کہ داؤد نے لالچ سے فریب کر کے ایک شخص کا خون کروایا۔ اور دسویں اور چھٹے حکم کی عدولی کی۔ اور پھر ساتویں کو توڑا کہ زنا کر جس کی تحت میں وہ ممانعت توریت میں آچکی تھی جس کا ذکر احبار ۲۰: ۱۰ میں ہوا ہے اور جسکی رو سے داؤد واجب القتل تھا مگر باوجود اتنے اخلاقی تجاوزوں کے داؤد کی یوں تعریف کی گئی تھی کہ ”سلیمان کا دل خداوند اپنے خدا کی طرف کامل نہ تھا جیسا اس کے باپ داؤد کا دل تھا“ (۱ سلاطین ۱۱: ۴) اور بھی دیکھو ۲ سموئیل ۲۲: ۲۱-۲۵۔ اس لئے داؤد دانخلاق کا بڑا بھاری نمونہ تھا۔ کیونکہ خون اور لالچ اور فریب کی داؤد کو بذات خود کوئی سزا نہ ملی۔ پس اگر بقول یوحنا خان صاحب سزا کسی فعل کے جائز یا ناجائز ہونے کا پیمانہ ہے اور یہہ بزرگ بے عقوبت آسمان کو گئے اور آگ اور گندھک کی جھیل میں حصہ نہ پایا تو ہم بھی کہتے ہیں کہ کثرت بیویوں والے بزرگ بھی سیدھے آسمان کو چلے گئے تھے تو کیا عجب ہے؟

(ب) داؤد کو حتی اوریاہ کے خون کی سزا نہیں دی گئی کیونکہ داؤد نے اقرار کیا کہ "میں خداوند کا گنہگار ہوں" تو ناتن نبی نے کہا کہ خداوند نے بھی تیرا گناہ بخشا کہ تو نہ مریگا" (۲ سموئیل ۱۲: ۱۳) لیکن اس کا لڑکا مارا گیا۔ پس ظاہر ہے کہ اُن بزرگوں کی نامناسب حرکتوں پر خداوند بہت رحم کرتا تھا۔ مگر اس سے اُن بزرگوں کی بُری حرکتیں ہمارے نمونہ کے لائق نہیں ہیں کہ ہم بھی ویسا ہی کیا کریں۔ اس قسم کے ہادیوں کی بابت خداوند یسوع نے جتا دیا ہے کہ جو کچھ وہ تمہیں بتادیں وہ سب عمل میں لاؤ اور مانتے رہو لیکن اُن کے سے کام نہ کرو" (متی ۲۳: ۳)۔ سلیمان نے سکھلایا کہ "تو اپنی جوانی کی جورو کے ساتھ خوشوقت رہ" مگر اس نے خود اس کے مطابق عمل نہیں کیا تھا لہٰذا ہم بھی اسکی تعلیم کو مانیں لیکن اسکی سی کثرت ازدواجی کو عمل میں نہ لاویں۔

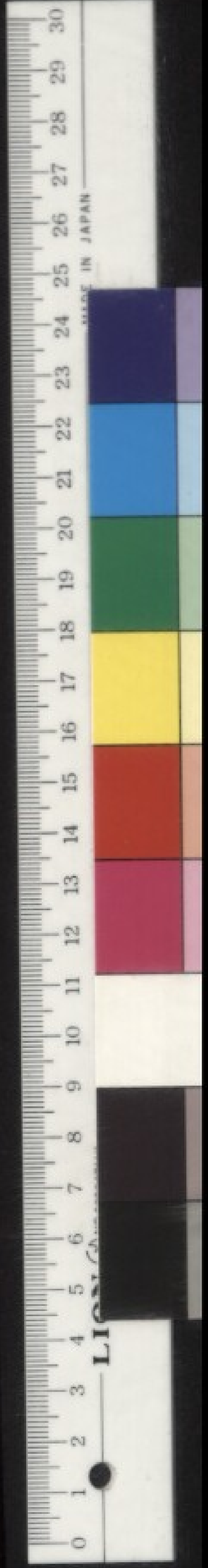
(ج) استثنا ۱۷: ۱۷ میں ازدواج کی بابت بادشاہوں کے لئے یہہ حکم تھا کہ "نہ وہ اپنے لئے بہت جورواں کرے تا ایسا نہ ہو کہ اس کا دل پھر جائے"۔ مگر برخلاف اس کے داؤد نے حبرون سے آکے یروشلم میں اور حرمیں اور جورواں کیں" (۲ سموئیل ۵: ۱۳) خدا نے اسکی اس حکم عدولی کی برداشت کی تھی لیکن اس کی یہہ عیاشی کم نہ ہوئی اور وقت پہنچ گیا کہ اس کو اُن حرکتوں کا نتیجہ دکھلایا جاوے چنانچہ ۲ سموئیل ۱۲ باب کی آیت ۱۱ میں داؤد پر اُس کی جوروؤں کی بابت یہہ سزا پکاری گئی"۔ اور خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں ایک آفت کو تیرے ہی گھر سے تجھ پر اُٹھاؤنگا اور میں تیری جوروؤں کو لیکے تیری آنکھوں کے سامنے تیرے ہمسایہ کو دونگا اور وہ اس آفتاب کے سامنے تیری جوروؤں کے ساتھ ہم بستر ہوگا"۔ اس کے مطابق داؤد کی عین حیات میں وقوع میں آیا مقابلہ کرو ۲ سموئیل ۱۶: ۲۱ و ۲۰: ۳۔ پس داؤد کی زناکاری اور کثرت ازدواجی کی اسطور سے خدا نے سزا دیکر اپنا حکم اُس پر قائم رکھا تھا کہ اس نے آگ اور گندھک کی جھیل میں حصہ نہ پایا۔ گویہہ سزا اس کے گناہ کی کافی سزا نہ تھی۔ اور اُن قدیم بزرگوں کے گناہوں کی بخشش کی کافی وجہ وہ تھی جو پولوس رسول نے لکھی ہے دیکھو رومیوں ۳: ۲۵۔ اور یاد رہے کہ اُن بزرگوں کی ایمانداری ہمارے لئے قابل تقلید نمونہ کر کے پیش کی گئی ہے (عبرانیون ۱۱ باب)، لیکن انکی قومی زندگیاں اور نامناسب کام ہمارے لئے اخلاق کا نمونہ نہیں لیکن عبرت دلانے کے لئے لکھی گئی ہیں۔

پھر ابراہام اور یعقوب اور القانہ کی زیادہ عورتوں کے رشک اور خانگی جھگڑے ہم بائیبل میں مندرج پاتے ہیں جو بجائے خود کثرت ازدواجی کو بُری اور ناپسندیدہ عادت ٹھہراتے ہیں۔ لیکن اس موقعہ پر برادر یوحنا خان کے ثبوت کے سلسلہ میں ایک اور نمونہ بھی یاد دلاتا ہوں۔ یعنے بزرگ لوط کا نمونہ۔ اس بزرگ کی بیٹیوں نے اپنے باپ کی زوجیت اختیار کی جو غالباً عارضی تھی۔ اور وے اپنے باپ سے بیٹے جنیں اور اُن سے بڑی بڑی گروہیں قائم ہوئیں (پیدائش ۱۹: ۳۸) اس لوط سے فرشتوں نے ملاقات کی تھی اور اس برادر اسکی بیٹیوں پر بڑی مہربانی کی تھی مسٹر یوحنا خان استثنا ۲۱: ۱۵-۱۷ کو پیش کر کے بڑے تپاک سے لکھتے ہیں کہ "اگر کثرت ازدواجی زناکاری ہے تو اس سے لازمی ہوگا کہ ایسی اولاد ولدالزنا اور نسل حرام ہو لیکن برعکس اس کے مذکورۃ الفوق آیت ایسی اولاد کو پلوٹھے ہونے کا حقدار بناتی ہے"۔ تو اب کیا لوط کی اولاد ولدالزنا اور حرامی نسل نہیں تھی؟ مگر پھر بھی وہ دو بڑی قومیں ہوگئیں یعنے موابی اور عمونی۔ جنکی بودوباش بنی اسرائیل کے سامنے تھی۔ نہ لوط نے اپنی غفلت کی معافی مانگی اور نہ اُسکی لڑکیوں نے اور نہ اُن کو سزا ہوئی پس بموجب منطق مسٹر یوحنا خان یہہ خاندان بھی اخلاقی زناکاری میں قابل تقلید نمونہ ہے!!

میری صلاح ہے کہ ہم عہد عتیق کے بزرگوں کے ایسے نمونے رہنے دیویں کیونکہ اُن سے کچھ فائدہ نہیں ہے یعنے اس بحث کو کثرت ازدواجی کے جیسے نتیجے ظاہر یا خفیہ ثبوت اس بات کا ہیں کہ ایسا ازدواج خدا کی مرضی کے خلاف تھا۔ لیکن چونکہ خدا نے اُن بزرگوں کو خاص خدمتوں کے لئے چنا تھا اس لئے اُن کے گناہوں کے سبب اُن کو ترک نہ کر دیا تھا۔ (مقابلہ کرو ۲ سموئیل ۷: ۱۴ اور ۱ سلاطین ۱۱: ۱۳) پس انکی کوتاہیاں کبھی ہمارے بدی کے لئے پردہ ہرگز نہیں بن سکتی ہیں۔

کثرت ازدواجی پر انجیل کا فیصلہ+۔ جبکہ دنیا ہنوز یہودی قوم اور غیر قوموں سے مرکب تھی اور جو تجارت اور انتظام ملکی و سوشیل کی نسبت اپنے اپنے قومی دستوروں اور قوانین کے پابند تھیں اور اُن کے خاندان طلاق اور کثرت ازدواج کے رواج سے ظالمانہ اور گندی حالت میں تھے مگر سارے نہیں اسوقت کوئی مسیحی کلیسیا نہ تھی۔ اور جب خداوند یسوع مسیح ظاہر ہوا تو ضرور تھا کہ اُن ہی قوموں سے وہ اپنی کلیسیا تیار کرے اور پیشتر اُس سے کہ کلیسیا قائم ہوئی اُس نے اپنی بادشاہت کے لئے قانون نافذ کئے۔ وہ قوانین ایسے ہیں کہ ایک طرف تو غیر قوموں کی نسبت خدا نے جو طرح دی ہوئی تھی اسکی میعاد ختم کر دی۔ "خدا جہالت کے وقتوں سے طرح دیکے اب سب آدمیوں کو ہر جگہ حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں" (اعمال ۱۷: ۳۰)، یہودیوں کے گھمنڈ کو توڑ دیا کہ ہم ابراہام کی اولاد ہیں۔ اور اس کے ساتھ برگزیدہ ہیں (دیکھو متی ۳: ۹-۱۰) انکی رسمی عبادت کا خاتمہ جتا دیا (متی ۲۴: ۱ و ۲۔ اور یوحنا ۴: ۲۰-۲۴) اور انکی خانگی اخلاقی حالت

+ ہم نے اپنی پہلی تحریر میں اس امر پر انجیلی فیصلہ صفائی کے ساتھ پیش کیا تھا اور اب تک کثرت بیویوں کے حامیوں کی طرف سے کوئی ایسی بات ظہور میں نہیں آئی اور نہ ہم نے کسی انگریزی تفسیر وغیرہ میں دیکھی جس سے اُس فیصلہ میں ذرہ بھی کمی منظور کریں بلکہ زیادہ توضیح کے لئے میدان وسیع ہو جواب پیش کیا جاتی ہے۔





جو طلاق اور کثرت ازدواجی سے بگڑ رہی تھی اُس کی بابت وہ حکم فرمایا جو متی ۱۹: ۴ و ۵ و ۶ و ۹ میں مرقوم ہے۔ "اُس نے جواب میں کہا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جس نے انہیں بنایا اُس نے ابتدا ہی سے انہیں مرد اور عورت بنا کر کہا کہ اس سبب سے مرد اپنے ماں باپ سے جدا ہو جائیگا اور اپنی بیوی کے ساتھ رہیگا اور وہ دونوں ایک تن ہونگے۔ پھر وہ دو نہیں بلکہ ایک تن ہیں۔ پس جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جدا نہ کرے۔ اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو زناکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہے" (باقی آئندہ)

پادری جی ایل ٹھاکر داس از لاہور

ہندوستانی عیسائی اور پولیٹیکل معاملات

سلسلہ کے لئے دیکھو ۳ اگست کا نورافشان

"پنجابی" کے مضمون نگار صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ صرف پانچ فیصدی عیسائی پولیٹیکل معاملات میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں اور باقیماندہ حصہ آبادی ہندوستان کی تحریکوں کا مخالف ہے"۔ اب ہم ذرا اس بات پر غور کرینگے کہ جن پانچ فیصدی عیسائیوں نے پولیٹیکل تحریکوں کیواسطے تندہی سے کام کیا ہے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا ہے۔ پولیٹیکل تحریکوں میں سب سے بڑی تحریک کانگریس ہے۔ اس کے واسطے جس قدر کام عیسائیوں (ہندوستانی و یورپین دونوں) نے کیا ہے اسی قدر شاید ہندوؤں نے کیا ہے۔ اور کسی فرقہ نے اتنا کام کانگریس کے واسطے نہیں کیا۔ آجتک انڈین نیشنل کانگریس کے ۲۴ اجلاس ہو چکے ہیں ہندو مسلمان۔ پارسی اور یورپین عیسائی باری باری سے اس کے سالانہ اجلاس کے پریسیڈنٹ بنتے رہے ہیں لیکن کوئی ہندوستانی عیسائی آجتک اس کا پریسیڈنٹ نہیں بنایا گیا ہے۔ پارسی چار مرتبہ پریسیڈنٹ بن چکے ہیں۔ اور دو مرتبہ "مسلمان اصحاب۔ مسٹر رحمت اللہ سیانی اور مسٹر جسٹس بدرالدین طیب جی لیکن کسی انڈین کرسچن کو یہہ فخر حاصل نہیں ہوا۔ وجہ کیا ہے؟ صرف ہندو ہموطنوں کی نظر عنایت۔ شاید کوئی صاحب کہینگے کہ ہندوستانی عیسائی اس قابل نہیں کہ وہ کانگریس کے پریسیڈنٹ بنیں یہہ خلاف واقعہ ہے۔ کون آدمی ایسا ہے جو آنریبل مسٹر ایڈی نارٹن (مدراس) اور مسٹر کالیچرن بینرجی کی خدمات حسنہ سے اور اُن کے اسمائے گرامی سے ناواقف ہوگا؟ صرف وہی آدمی جو واقعات پر خاک ڈالنا چاہتا ہو۔ اور بزدلی کا ممبر بننے یا "بیوقوف کی جنت" میں رہنے کا خواہشمند ہوگا۔ اگر ہندوستانی عیسائی قابل نہیں ہیں تو اُن سے پولیٹیکل معاملات میں شریک ہونے کی درخواست کیوں کیجاتی ہے؟ علاوہ ازیں اس قسم کا خیال ہماری توہین کا موجب ہے۔ ہم اسے سراسر لغو اور بے بنیاد سمجھتے ہیں کیونکہ مسٹر ارڈلے نارٹن کانگریس ڈیپوٹیشن کے ساتھ انگلستان ہو آئے ہیں۔ ہر سال تیس اور چالیس کے درمیان ہندوستانی عیسائی کانگریس کے ڈلیگیٹوں کی ذیل میں نظر آتے ہیں۔ باوجود ان باتوں کے بھی انکی خدمات کی بُری تحقیر کیگئی۔

کانگریس کا اعلیٰ ترین مقصد سیلف گورنمنٹ (حکومت خوداختیاری) حاصل کرنا ہے۔ لیکن اگر ہندوستانی عیسائی اس مقصد کے واسطے اپنا وقت اور طاقت صرف کریں۔ تو انکو کیا حاصل ہوگا؟ ماضی کی تاریخ کے سبق حال کے واسطے اور تاریخ حال کے نتائج مستقبل کیواسطے بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اگر تاریخ گذشتہ کوئی مفید سبق اس وقت سکھاتی ہے تو یہہ۔ کہ سیلف گورنمنٹ سے عیسائیوں کو بہت تھوڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لوکل سیلف گورنمنٹ لارڈ رپن کی گورنمنٹ نے عنایت کی تھی۔ لیکن اس سے عیسائیوں کو نسبتاً بہت تھوڑا فائدہ پہنچا ہے۔ کیا "پنجابی" کے مضمون نگار صاحب پبلک کو بتا سکتے ہیں کہ میونسپل کمیٹیوں اور لوکل بورڈوں میں فیصدی کسقدر ہندوستانی عیسائی ممبر ہیں؟ میرا قیاس ہے کہ شاید ایک فیصدی بھی ہندوستانی عیسائی میونسپل کمیٹیوں اور لوکل بورڈوں کے ممبر نہیں ہیں پنجاب کی یہہ حالت ہے۔ دوسرے صوبوں میں باستثنائے بنگال کی حالت اس سے بہتر ہو۔ کیونکہ بنگالی لوگ کسی قدر ایسی تنگ خیالیوں سے آزاد ہیں۔

پنجاب پروونشل سروس میں کسقدر ہندوستانی عیسائی ہیں؟ صرف چھ۔ ۸۰ کے قریب ہندو۔ پچاس کے قریب مسلمان۔ ۳۶ یورپین اور یوریشین (مجھے شمار و اعداد صحیح طور پر یاد نہیں ہیں)۔

ان واقعات کو جھٹلانا مشکل ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوستانی عیسائی پولیٹیکل تحریکوں میں شریک ہونے سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اپنی توجہ کو دوسری طرف مصروف کرنے میں مصلحت اور بھلائی ہے۔ کانگریس اور پولیٹیکل تحریکوں کے حامی کون ہیں؟ یہی حضرات جنسے ہمکو دفتروں میں اور روزمرہ کی زندگی میں واسطے پڑتا ہے۔ کیا کانگریس کے پنڈال میں داخل ہوتے ہی انکی طبیعت میں تبدیلی واقع ہونیکی توقع ہے؟ ہرگز نہیں۔ بشرطیکہ زنگی کا رنگ سفید ہو جائے ہم ان فیاضدل لبرل حوصلہ حضرات کے ساتھ بے انصافی نہیں کرنا چاہتا۔ جو عیسائیوں اور مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور ان میں کانگریس

کے سربرآوردہ لیڈر ہیں۔اور پولیٹیکل ترقی اور ہندوستان کی ہفت رنگ آبادی کی فلاح اور مختلف المذہب اور مختلف النسل فرقوں کے اتحاد کے دل وجان سے خواہاں ہیں۔ان اصحاب کی بے تعصبی اور علو ہمت اور قابل تعریف ہے۔مگر انکی تعداد کا وہی تناسب ہے جو آٹے میں نمک کا یا اروکی سفیدی کا سیاہی سے ہوتا ہے۔ تعلیم یافتہ آبادی کا ایک بڑا حصہ ہماری مخالفت کرنا اپنا مقدس فرض سمجھتا ہے۔اخبارات میں عیسائیوں کی بابت سکینڈل اڑائے اور بے بنیاد الزام لگائے جاتے ہیں۔ مضمون نگار صاحب لکھتے ہیں۔ہندوستانی عیسائیوں کا ۹۵ فیصدی حصہ ہندوستان کی بہبودی کا مخالف ہے"۔یہہ سفید جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے۔یہہ ایک بے بنیاد الزام ہے جسمیں حقیقت کا ایک رتی بھی نہیں ہے میں مضمون نگار صاحب کو چیلنج دیتا ہوں۔کہ وہ کسی کرسچین اخبار کی تحریر یا ذمہ دار کرسچین لیڈر کی تقریر کا اقتباس پیش کریں جس سے ظاہر ہو کہ ترقی پذیر تحریکوں کے ہم مخالف ہیں اگر مسلمانوں کو اس بات کا الزام دیا جاتا۔ تو صداقت سے ہرگز بعید نہوتا۔کیونکہ بحیثیت مجموعی مسلمان لوگ تمام ترقی پذیر تحریکوں کے سخت مخالف ہیں۔کئی ایسے مسلمان اخبار ہیں۔جنکا پاک فرض کانگریس کی مخالفت کرنا اور حامیان کانگریس کو باغی وسرکش قرار دینا۔اور اس کے لیڈروں پر ہر قسم کے اناپ شناپ الزام تھوپنا ہے۔بمبئی پریسیڈنسی کی محمڈن پولیٹیکل ایسوسی ایشن جسے نواب زادہ نصر الدین خان صاحب اور نواب وقار الملک نے قائم کیا تھا۔پنجاب کا محمڈن پولیٹیکل لیگ (لاہور) جو بالکل نوزائدہ ہے۔کانگریس کی صریح مخالفت کے واسطے قائم کئے گئے ہیں۔بلکہ علیگڈھ کو کانگریس کی مخالفت کا مصدر ومسکن قرار دیا جاتا ہے"وکیل" اور "البشیر" کے باقاعدہ مطالعہ سے میرے بیان کی جلد تصدیق ہوجائیگی۔باینہمہ جن مسلمانوں نے کانگریس میں سرگرمی سے کام کیا تھا۔انکی قدر وعزت کیگئی لیکن عیسائی اس سے محروم رہے ہیں۔کیونکہ کانگریس والوں کو ہمارے اوپر اعتماد کلی نہیں ہے ؛ (باقی آئندہ)

خدا محبت ہی

دیکھو خداوند مہربان ہے زبور ۳۴: ۸۔

وہ مہربان اور دردمند اور صادق ہے زبور ۱۱۲: ۴۔

لیکن تو اے خداوند خدا رحیم اور کریم اور برداشت کرنے والا ہے۔شفقت اور وفا میں بڑھکر ہے۔زبور ۸۶: ۱۵

خدا میں رحم اور مہربانی اور وفا اور کرامت اور برداشت اور شفقت اس بنا پر تسلیم کی جاتی ہے کہ خدا محبت ہو۔ اور اسکی محبت کا ثبوت اس کے کلام کی نرمی اور ملائمت اور شرافت اور لطافت ہے۔کوئی بدمزاج دل اور کمینی عادات کی ہستی اور سنگ دل اور دوسروں کی طرف سے بیٹھکر دل ایسا کلام جسمیں سراسر لطف اور ملائمت لیتی ہو اپنے منہ سے نہیں کرسکتا ہو اور نہ ایسے کلام کی تحریک دیسکتا ہو بائبل کلام خدا ہی جو اپنے متکلم کی شرافت ذاتی اور لطافت دائمی اور ملائمت دوامی کو ظاہر کرتی ہے۔اور جس سے عیان ہو کہ خدا میں ملائمت اور حلم وغیرہ اسکی محبت کا فروزر یور ہیں۔اس کے کلام میں نرمی کے دریا جاری ہیں اس کے کلام میں ملائمت کے سوتے نظر آتے ہیں۔اس کے کلام الٰہی حلم اور رحم ومہربانی کی نہریں رواں معلوم ہوتی ہیں اور ایک بڑا گروہ انسانی اسکی نرمی اور ملائمت پر فدا ہوکر اپنی گویا ذاتی تجربات عجیب وغریب گیتوں کی صورت میں ہمکو سنا رہا ہے۔پس ہمکو کلام ربانی کی سچائی پر یقین ہے۔اور اسکی صداقت متقاضی ہو کہ ہم پاک ذات میں نرمی اور ملائمت وغیرہ کا یقین رکھیں ؛

اگر ہمکو کلام ربانی کی شہادت کی بنا پر خدا کی محبت اور اس محبت کی خصوصیات اور اظہار کی صورتوں سے انکار ہو۔تو ہم یاد رکھیں کہ ہم خدا کو پتھر دل اور منتقم دل سخت دل اور کینہ بھاؤ والا دل اور بے رحم اور بیدرد جانکر بھی خدا نہیں مان سکتے ہیں۔ہم کو ایسے خدا کے وجود سے جس میں محبت اور محبت کے اوصاف پائے نہیں جاتے ہیں بالکلیہ انکار کرنا پڑیگا۔ہم کسی طرح سے ایسے ایشور کی خدائی کے آگے سر نہیں جھکا سکتے جو اپنی مخلوق کی نسبت کینہ ہو۔پس خدا کی نرمی ... کو دیکھو اور اسکی ملائمت پر ملاحظہ کرو۔

۲۔ انتظام قدرت میں ملائمت ٹپک رہی ہے

ہزارہا ہزار سال گذر گئے جب سے انتظام شخصی قائم کیا گیا۔اور ستاروں سیاروں کا سلسلہ جاری ہوا۔ وہ اپنی اپنی حد میں ریلوے انجن سے کہیں زیادہ طاقت کے ساتھ دوڑ رہے ہیں۔آفتاب جیسا کرہ ہزاروں برس سے جل رہا ہے لیکن ہر ایک ستارا دوسرے ستارے کے لئے اور ہر ایک سیارہ دوسرے سیارے کے لئے بجائے خود ملائمت اور نرمی کی تاثیر کر رہے ہیں۔آفتاب اگرچہ کروڑہا میل پر ہوکر روشن ہے تو بھی اُس کی روشنی اور گرمی دوسرے کروں کے مخلوقوں کے لئے نرم اور ملائم ہے۔قدرت کے منتظم نے جو ٹائم ٹیبل شروع میں بنایا تھا وہی آجتک بنا ہوا ہے۔اگر وہ چاہے تو دوسرا ٹائم ٹیبل بنا سکتا ہے۔پر اس کی ملائمت اور نرمی اسی سے عیاں ہے۔انکا وجود بنی آدم کے لئے برکت اور خوشی اور فرحت ہے اس انتظام میں بجائے سختی کے ملائمت زیادہ ٹپک رہی ہے۔تو وہ منتظم جس کے انتظام میں ملائمت ہے خود کسقدر زیادہ ملائم نہ ہوگا پھر قدرت کی طاقتوں میں کسقدر ملائمت ہو۔تمام آسمانی خلا مختلف طاقتوں سے بھرا ہوا ہے اور وہ طاقتیں اپنی ذات میں ایک دوسرے سے بالکل غیر ہیں۔لیکن ہم آسمان میں کوئی شور نہیں سنتے ہیں اور نہ خلا کے شامیانہ کو آگ لگتی ہے یہہ

مختلف طاقتین ایک دوسرے کے لئے ایسی ملایم ہیں کہ ایک دوسرے سے ملی نیکا گویا راہ تکتی رہتی ہیں اور بنی آدم اور خلقت انکی موجودگی میں بیفکر ہوکر بچے چلی جاتی ہے۔ پس قادر قدرت کی طاقتوں کی نسبت زیادہ ملائم ہے۔

۲۔ ہمارا تجربہ ہے کہ جہانپر محبت ہے وہانپر سخت ہاتھ ریشم سے زیادہ ملائم ہوتے ہیں۔

میں نے ایک صاحب کے گھر میں ایک گتے کے بچے اور کتے میں ایک عجیب تعلق دیکھا کہ کتے کو جب پیار آتا اس بچے کے پاس جا بیٹھتا تھا اور گالیکا بچہ کتے کو چاٹتا تھا اور کتا اپنے بڑے چھوٹے دانتوں کے ساتھ بچے کے آہستہ آہستہ بدن پر دانتوں سے کھاج کیا کرتا تھا۔ میں نے یہہ بات بار بار دیکھی اور معلوم کیا کرتے کے خوفناک دانت اس کے دوست کے بدن پر ریشم سے زیادہ ملائمیت کے ساتھ کام کرتے اور مجھے آج یاد ہے کہ جہانپر محبت ہوتی ہے وہان پر سختی ریشم سے زیادہ ملائم ہوتی ہے۔ (باقی آیندہ)

(پادری غلام مسیح از دہرہ دون)

شکریہ

مین اپنے اُن تمام عزیزوں۔ مسیحی بھائیوں۔ ہمدردوں کا بذریعہ نورافشان دلے شکریہ ادا کرتا ہون۔ جنھوں نے میری ہمشیرہ مسز نجم الدین کی فوتیدگی پر ہمدردی اور ماتم پرسی کے خطوط ارسال فرمائے۔ خدا تعالےٰ آپ سبکو جزائے خیر دے۔ چونکہ میں بعارضہ دنبل علیل ہوں اور ہر ایک کی ہمدردی کا شکریہ اس وقت مجھ سے ادا نہیں ہوسکتا ہے اسلئے اخبار کے وسیلے عرض کرتا ہوں۔ صاحب نورافشاں کا بھی انکی ہمدردی کے واسطے شکرگذار ہوں (داعظ)

چینی لونڈی

"پرستش کسطرح کرنی چاہئے۔ کیا کسی وقت آپ مجھے تبلا سکیں گی"؟

"ہان۔ آج شام کو ہم اُس کے تھان کے پاس جاوینگے اور اسوقت تم خوراک اور خوشبو چڑہا سکتی ہو اور اپنی نئی مان کی پرستش کرسکتی ہو اس کو خوراک چڑہانی چاہئے کیونکہ اسکی روح بھوکی ہوگی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تیان نے اسکو کچھ نہیں دیا ہوگا۔ تمہیں ہر روز صبح اور شام کو اس کے تھان کے آگے خوشبو جلانا چاہئے اور خوراک اور چاہ چڑہاؤ اور اس سے کہو کہ یہہ چیزیں اپنی بیٹی کی طرف سے قبول کیجئے اور اپنی بیٹی کی جو تم کو پیار کرتی ہے حفاظت کرو"

کیا وہ مجھ سے کچھ کہیگی؟

"نہیں۔ اس کے کہنے کا طریق یہہ ہوگا کہ جو کچھ تم مانگوگی وہ کریگی"۔

تو پھر میں کس طرح جانوں کہ اس نے میری درخواست سن لی ہے یا وہ اس تختی میں ہے"۔

"کیونکہ میں تمسے کہتی ہوں کہ وہ وہاں ہے"

"لیکن تم کو کس طرح معلوم ہے"

"کیونکہ یہہ وہی جگہ ہے جہاں روحیں ہمیشہ جایا کرتی ہیں"۔

"کاشکہ میں اپنی نئی مان کو دیکھ سکتی یا اسکی کوئی بات سن سکتی۔ کیا دیوتا ہماری حفاظت کرتے اور ہم کو پیار کرتے ہیں"

"ہان اگر ہم انکی پرستش کریں اور انکے مندروں میں چڑہاوے چڑہاویں"۔

اور اگر ہم انکو دام نہ دیں تو کیا وہ ہمکو پیار کرینگے اور ہماری حفاظت چھوڑ دینگے"

دام مت کہو بلکہ چڑہاوے کہو"۔

"کیا وہ انکا جو چڑہاوے نہیں چڑہاتے کچھ فکر کرتے ہیں"

شاید وہ کبھی کبھی کرتے ہیں"۔

"غریب لونڈی کا کون فکر کریگا جسکی نہ مان ہے اور نہ ہی جس کے پاس چڑہاوا چڑہانے کے لئے کچھ ہے"۔

"میرا خیال ہے کہ ہاں کرینگے بشرطیکہ تم انکے مندر میں پرستش کرو اور خوشبو جلاؤ"۔

میں کسطرح دیوتاؤں کی پرستش کروں"

"تم نیک کام کرو اور ہر روز مندر میں جاکر مورتی کے آگے گھٹنے ٹیکو اور آنکھیں بند کرکے اور ہاتھ جوڑ کے دیوتاؤں سے کہو کہ تم بڑے اور طاقتور ہو۔ اور ہر ایک بات میں جو مانگی جاوے مدد کرسکتے ہو۔ اُن کو یہہ یقین دلادو کہ دنیا بھر میں وہی سب سے بڑا اور اعلیٰ دیوتا ہے۔ اور ان سے کہو کہ میں ایک غریب بیکس اور نالائق لڑکی ہون تو بھی منت کرتی ہوں کہ وہ تم پر رحم کریں اور تمہاری حفاظت کریں"۔

"دیوتا کس طرح سن سکتے ہیں وہ تو مٹی پتھر اور لکڑی کے بنے ہوئے ہیں۔ ایسی چیزیں کسطرح لوگوں کی مدد کرسکتی ہیں"

"مورتی لوگوں کی مدد نہیں کرتی بلکہ دیوتا کی روح جو اس میں ہوتی ہے وہ ہماری دعا سنتی اور حفاظت کرتی ہے"۔

کیا کسی نے کبھی دیوتاؤں کو زندہ دیکھا"

میں نہیں جانتی۔ دیوتا روحیں ہیں لوگ انکو دیکھ نہیں سکتے"

"تم کتنی دفعہ روز دیوتاؤں سے دعا مانگیں"

"جتنی دفعہ ہم چاہیں دعا مانگیں۔ کم از کم ہر روز ایک بار مندر میں جاکر پرارتھنا کرنا چاہئے"۔

"کیا آج آپ مندر سے ہو آئی ہیں"

"نہیں ابھی تک نہیں"

جب آپ جاوینگی کیا مجھے ساتھ نہ لے جاوینگی اور بتلادینگی کہ میں کس طرح پوجا پاٹھ کروں"

ہاں - اور میں امید کرتی ہوں کہ تم اکثر جایا کروگی - اس سے دیوتا خیال کرینگے کہ تم انہیں پسند کرتی ہو پھر شاید وہ تمہیں پیار کرینگے"۔

"اگر وہ پیار کرینگے تو میں اکثر جایا کرونگی کیا اب جانیکا وقت ہے"؟

ہاں جس وقت چاہیں جاسکتے ہیں - آؤ ہم ابھی چلیں" یہہ کہکر بوڑھیا نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا اور اسکو لیکر مندر کی طرف چلدی -

"کھیاؤ نے جو اسوقت گھر سے باہر کھڑا تھا انہیں دیکھکر پوچھا "کہاں جارہی ہو"؟

لنگ سو نے کہا "پوجا کرنے کو جارہی ہیں - دادی مجھے بتلادیگی کہ پوجا کسطرح کرنی چاہئے - کھیاؤ تم بھی ہمارے ساتھ چلو - آؤ چلیں"

لڑکے نے کہا "نہیں - میں ایسا ہی اچھا ہوں اب تک مجھے دیوتاؤں کی مدد کی ضرورت معلوم نہیں ہوئی - کئی لوگ پوجا کرنے کے لئے مندر کو نہیں جاتے میرا باپ کبھی نہیں گیا"۔

مندر میں داخل ہوکر سو چم نے ایک پیکٹ سے جو وہاں رکھا ہوا تھا خوشبو کی چند تیلیاں نکال لیں اور ان کے عوض چند پیسے ایک بکس میں ڈال دیئے - فولاد کے ٹکڑے اور چقماق پتھر کو رگڑکر آگ نکالی اور ان تیلیوں کو جلاکر مورتی کے سامنے خوشبو جلانے کی جگہ پر رکھدیا اور لنگ سو کے کاندھے کو پکڑکر ہلایا اور اشارہ کیا کہ جس طرح میں کرتی ہوں اسی طرح تم بھی کرو - بوڑھیا نے گھٹنے ٹیکے اور ہاتھ جوڑکر اور آنکھیں بند کرکے کئی بار مورتی کے آگے سجدہ کیا اور گھٹنے ٹیکے ہوئے دیوتا سے پرارتھنا کرنے لگی اور دھیمی آواز سے مورتی سے پرارتھنا کرنے لگی کہ "تم کیسے بزرگ اور نیک ہو" اور اس قسم کے بہت سے تعریف کے کلمات دیوتا کے حق میں کہے تاکہ اسکو یقین ہو جاوے کہ سب سے بڑی ہستی میں ہی ہوں - پھر چند الفاظ میں اپنی ضروریات کا اظہار کیا اور دیوتا سے اپنی حفاظت اور مدد کے لئے درخواست کی - پیشتر اس کے کہ وہ گھٹنوں سے اٹھے - لنگ سو نے بہت دھیمی آواز سے کہا

خبط قادیانی

قرآن شریف کا معجزہ ہونا بارہا رد کیا گیا ہے جس کے متعدد دلائل تاویل القرآن و تالیف القرآن وغیرہ میں مندرج ہیں - اور سب سے زیادہ اس کی تردید یوں ہوسکتی ہے - کہ جب آنحضرت مکہ میں قریش کے روبرو سورۃ والنجم کی تلاوت کرتے تھے - تو آنجناب نے پہلے تو کسی پالیسی کو مدنظر رکھکر - لات و منات و عزے وغیرہ بتوں کی تعریف کرکے اونپر امید شفاعت ظاہر فرمائی لیکن بعدازان اپنی غلطی پر پشیمان ہوئے تو جھٹ پٹ قرآن میں درج کروادیا کہ بتوں کی نسبت تعریفی الفاظ شیطان رجیم نے آپ کے منہ میں ڈال دیئے تھے -

پس صاف ثابت ہوگیا کہ جب شیطان بھی رحمان جیسی فصاحت اور بلاغت سے عربی میں آیات نازل کرسکتا ہے اور پھر انکو حضرت محمد صاحب کے مونہہ میں بھی ڈال سکتا ہے تو قرآن کا دعوے معجزہ نہ رہا اور اگر آپ اس کے قصوں اور عجوبوں اور اسکی فلاسفی کے رو سے معجزہ قرار دیتے ہیں تو آپ کی ہٹ دھرمی اور تعصب کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا - کیونکہ جب قرآن کی فلاسفی کے رو سے سورج بیچارے کو کیچڑ کے چشمے میں ڈوبنا پڑتا ہے اور پہاڑوں کا قیام بطور میخ ہائے زمین (تاکہ وہ ہل نہ جاوے) ثابت ہوتا ہے - تو جائے غور و انصاف ہوکہ اسکی اعلیٰ فلاسفی اور خدائی رموز کی واقفیت کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت مل سکتا ہے - کیا اس معلومات اور عقل پر جو الہام کا دعوے پیش کیا جاتا ہے -

پھر قیامت کے اخبار و آثار میں یہہ بتلایا جاتا کہ خدا قیامت کے دن اپنی پنڈلی کھولکر مومنین کو دکھلاویگا تب وہ اسکو شناخت کرکے سجدہ کرینگے - ورنہ نہیں کسقدر تمسخر آمیز اور حقارت انگیز ہے کیا اسی برتے پر دعوائے غیب دانی ہے - سبحان اللہ - خدا کا ہیکو - کوئی جلالین معشوقہ کٹھہرا (نعوذ باللہ منہا) - کیا ان ہی موجبات پر آپ سبد ازرگ واویلا تبلاتے ہیں -

حضرت سوچنے کی جگہ ہے - کہ اعتراض کرنے والوں اور مضمون کا سرقہ ثابت کرنیوالوں سے تو آپکے بڑے حضرت بھی عہدہ برآ نہوسکے - اور نہ انہوں نے اسوقت کوئی ایسی جرأت ظاہر فرمائی - (باقی آئیندہ)

راقم

ایک متلاشی حق از لاہور

اشتہار

ہور ضلع مین پوری پریسبیٹیرل کام کے متعلق ایک انٹرنس یا ایف اے پاس کی ضرورت ہے جو ہور میں رہکر اس کے گرد نواح میں بشارتی خدمت کرے اور نیز سپرنٹنڈنٹ کا کام کرسکے یا اور کوئی تجربہ کار کا گذار بشر جو انگریزی سے بھی واقف ہوں اپنی اپنی درخواست ذیل کے پتہ پر بھیجدیں تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کرلیں -

جے - ایم - غلام مسیح مین پوری - اضلاع متحدہ اجناب پریسبیٹیرل کمیٹی

ضرورت

دو ہوشیار زسوں کی ضرورت ہے دو مناد عورتوں

کی ضرورت ہے اور ایک ہسپتال اسسٹنٹ جو کہ اعلےٰ درجہ کی اور ہوشیار ہو اور جو کہ برانچ پر کام کرسکے درخواست بنام

ایم داہٹ سپرنٹنڈنٹ میموریل ہسپتال سیالکوٹ شہر

ضرورت

انفیلڈ مشن کے لئے دو منادوں کی ضرورت ہے درخواست کنندہ یہہ بھی تحریر کردے کہ کیا لیاقت رکھتا ہے کل درخواستین ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں

دی سپرنٹنڈنٹ سی۔ ایم۔ ایس ڈاکخانہ مباغ ضلع دہرہ دون

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی عملی استعانت کرے۔ نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبرین اس مین خصوصاً درج ہوتی ہیں۔ سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے۔

شرح چندہ حسب ذیل ہے

عوام سے	عہ	سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	۸؍	”
” پچیس روپیہ سے کم ہو	۴؍	”
” پندرہ روپیہ سے کم ہو	۱۲؍	”

ادنیٰ ترین نرخ ۱۲ آنہ سالانہ ہے

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے۔ درخواستین ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں۔

المشتہر

پادری ای۔ جی میگا و الموڑہ یوپی صوبجات

پریسبٹیرین بیوگان و یتامے کا فنڈ

یہہ فنڈ ۱۸۵۲ء میں قائم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں۔ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۵۰ بیوگان اور خاندانوں کو ۷۵ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے۔ اس فنڈ کا نرخ کسی اور اس قسم کے فنڈ سے بہہ ارزان ہے۔ ہندکا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہوسکتا ہے مردوں کو پیرسالی میں منکوحات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامٰی میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپیکٹس روانہ کیا جاتا ہے

المشتہر

پادری والٹر جے۔ کلارک صاحب ایم اے منیجنگ ڈائرکٹر نولکھا لاہور

ضرورت

مینے سینیر کیٹی کسٹ کے عہدے سے استعفا دیکر ایونجلسٹ ورک متعلقہ چرچ مشنری سوسائیٹی چھوڑ دیا ہے جس غیر مشن میں میری خدمت خداوند کے لئے مطلوب ہو بولا لیویں کہ مجھے کام کی ضرورت ہے خط و کتابت پتہ ذیل پر ہو

المشتہر

منشی میر عالم خان مسیحی سینٹ جانس کالج لاہور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ عہ ۸؍
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک ” ” ۸؍عہ ” ” ۸؍ے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸؍	۸؍ے	ے
چوتھائی کالم	۸؍ے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	۸؍عہ
پورا کالم	عہ	۸؍عہ	مہ
پورا صفحہ	مہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲؍ اور بعد کا فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول ۸؍ے
” ” ” ” ” ” معہ محصول ۸؍ے
” ” آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول ۴؍

ممیرے کا سرمہ

پانچہزار روپیہ انعام

پانچہزار روپیہ انعام

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

پانچہزار روپیہ انعام

سمز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹر والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت ناخونہ دھند جالا پھولا ٹیڑھا غبار رسولا بابیل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی خارش وغیرہ سب ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اور وید کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچپن سے لیکر بڑھاپے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ خاص و عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہو دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ ۱۲ روپیہ اسعری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں

المشتہر

پروفیسر مہا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

بوجہ عدم گنجایش چند صاحبان کے صرف نام نامی معہ پتہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں کہ جنہوں نے تجربہ کر کے تحریر فرمایا ہے کہ اس سرمہ سے بہتر آنکھوں کی بیماریوں کے لئے باحفاظت بینائی کے لئے اور کوئی سرمہ یا دوائی نہیں ہے۔

جناب ڈاکٹر سمل خانصاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چھوٹا چھنڈ ڈاک ضلع رنگھپور۔ جناب ڈاکٹر سید حامد شاہ صاحب مقام عدن ملک عرب۔ جناب کشوری لال صاحب انچارج گورنمنٹ ڈسپنسری اکلیر جھالاواڑ۔ جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ مواد علاقہ سدھ۔ جناب ڈاکٹر بھگوان سنگھ صاحب انچارج شفاخانہ ریاست جیند۔ جناب ڈاکٹر بیلی رام صاحب انچارج شفاخانہ ٹاری۔ ضلع امرتسر۔ جناب ڈاکٹر دلیپ سنگھ صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن میو ہسپتال لاہور۔ جناب ڈاکٹر محمد خانصاحب شفاخانہ نہر بھوانی گڈھ ریاست پٹیالہ۔ جناب ڈاکٹر سری سہائے پت صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ جھانسی۔ جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب انچارج شفاخانہ کاسگنج ضلع ایٹہ۔

جناب ڈاکٹر محمد عثمان غنی صاحب انچارج شفاخانہ پولیس فیروز پور۔ جناب ڈاکٹر منشی لچھمنداس صاحب ایچ اے میڈیکل انچارج شفاخانہ پھلواڑ میواڑ۔ جناب ارباب محمد فرید خانصاحب کمانڈنگ افیسر ملٹری پولیس ہزارہ۔ جناب حکیم محمد عطاء الحق صاحب سند یافتہ مدرسہ طبی دہلی مقام چاندپور (بجنور)۔ جناب دیوان رامنا تھ صاحب رائے بہادر ڈسٹرکٹ سیشن جج ہوشیارپور۔ جناب سردار نہال سنگھ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سیالکوٹ جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست منڈی سوکیت۔ جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست گولیر۔ جناب سری راجہ پیر راجہ ہرکشن سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست دربار اودے پور۔ جناب سری راجہ کشن کمار صاحب بہادر تعلقہ دار سہسپور بلاری ضلع مرادآباد۔ جناب مہاراج کنور چھتر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست بھگوان اودھ۔ جناب مہاراج کنور جیت پرتاب بہادر سیباے صاحب بہادر والئے ریاست تلوہی ضلع گورکھپور جناب ڈاکٹر برج لعل گوشش رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند جناب خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر ڈینٹری کالج لاہور۔ جناب ڈی۔ ایم سانگلے صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی اڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔ جناب ڈاکٹر کانشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ بیر ریاست نیپال ملک نیپال۔ جناب ڈاکٹر سید محمد علی صاحب معالج خاص جناب معلے القاب جناب دائی صاحب۔ کوچ بہار سی۔ ایس آئی میڈیکل آفیسر رڈلینڈ علی پور کلکتہ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کی سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جالاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا گیا ہے ؛

پادری آر ڈی ٹریسی صاحب اڈیٹر و منیجر نور افشاں کے واسطے مشن تھیم پریس لودیانہ میں باہتمام داملی بلدرس کے چھپکر شائع ہوا